اظہر عثمان

کامیڈی کی نئی شناخت

انجم نعیم

"میں تو اسٹیج پر اپنے ساتھ ایک بڑا سا آئینہ لیکر آتا ہوں اور اسے حاضرین کی طرف کر کے کہتا ہوں کہ لو دیکھو اپنی شکل اس آئینے میں اور خوب ہنسو خود اپنے اوپر۔ یہ تمہارا ہی چہرہ ہے اور چہرے پر تمہارے ہی تاثرات ہیں۔"

بیضاوی چہرہ' چوڑی پیشانی' سیدھی مانگ' شانوں تک پھیلی ہوئی گھماؤ دار دراز زلفیں اور چہرے پر بھرپور سی داڑھی' کشادہ لب اور اس پر کھیلتی ہوئی شرارت آمیز مسکراہٹ' شکاگو میں پیدا ہوئے ۳۲ سالہ اسٹینڈ اپ کامیڈین اظہر عثمان کا ہندوستان میں یہ پہلا پرفارمنس ٹور تھا لیکن گذشتہ ماہ کے دہلی' علیگڈھ' پونے اور ممبئی کے ان کے شوز سے پہلے ہی ان کی شہرت ہندوستان پہنچ چکی تھی۔ اسی لئے امریکن سینٹر' دہلی' کی دعوت پر جب وہ ہندوستان آئے تو ان کے ہر شو میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور مزاح کے ایک ایسے فن سے لطف اندوز ہوئے جس میں مزاح کے پردے میں ایک 'سیریس بزنس' کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اظہر عثمان کہتے ہیں کہ" وہ صرف لطیفہ نہیں سناتے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی کرتے ہیں۔ وہ مزاح کو ایک وسیلہ بنا کر مسلمانوں کے متعلق عام لوگوں کے خیالات میں تبدیلی لانے اور امن و اعتماد کی فضا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

کارپوریٹ لا اٹارنی کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کرنے والے جانوروں کے ایک ڈاکٹر کے اس بیٹے نے آخر اچانک مزاح کو اپنا پیشہ کیوں بنالیا؟ " آواز سے محروم لوگوں کو آواز عطا کرنے کے لئے۔ مجھے لوگوں کو بتانا تھا کہ میں جس کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہوں وہ ایک (اینگری کمیونٹی) غصہ سے بھرپور کمیونٹی نہیں ہے۔ ہم بھی دنیا سے محظوظ ہوتے ہیں۔ قہقہہ لگاتے ہیں۔" عثمان کہتے ہیں کہ" مزاح تو انسانی زندگی کا خاصہ ہے' مزاح انسان کے مزاج میں شامل ہے۔ اللہ نے خود مجھے ہنسوڑ بنایا ہے۔"

مزاح اور طنز کے درمیان بہت باریک سا فرق ہے۔ لیکن یہ فرق اتنا اہم ہے کہ اگر اس فرق کا خیال نہ رکھا جائے تب بڑی پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ طنز' ظرافت کی حد سے نکل کر ابتذال اور بہتان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ قہقہہ' غم و غصے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اظہر عثمان جس معاشرے میں رہتے ہیں' اس کے مفروضات اور جس کمیونٹی سے وابستہ ہیں' اس کے توہمات پر لطیفے سناتے ہیں۔ لیکن وہ اس باریک فرق سے واقف ہیں جو قہقہے کو ابتذال یا اینگر کے قریب کر دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ" کامیڈی سنجیدہ ہونے کا ایک پر لطف وسیلہ ہے۔ نہ میں معاشرے کے مثبت اقدار پر حملے کرتا ہوں اور نہ مذہبی اعتقادات کا مذاق اڑاتا ہوں۔ میں تو انسانی زندگی پر لطیفے بناتا ہوں۔"

اظہر عثمان ایک اسٹینڈ اپ کامیڈین ہیں۔ اور اسٹینڈ اپ کامیڈی' کامیڈی کا وہ اسٹائل ہے جس میں کامیڈین حاضرین کے بالکل روبرو ہو کر اپنی باتیں کہتا ہے۔ اس عمل میں ہر وقت دو طرفہ رابطہ بنا ہوتا ہے اور اس طرح سے یہ ایک مشکل بھرا کام ہوتا ہے کیونکہ پرفارمر ہر وقت حاضرین کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور اسے اپنی حاضر جوابی سے لوگوں کو لاجواب کرنا ہوتا ہے۔ اگر اسے یہ فن نہیں معلوم ہو تو اس کے لئے کامیاب ہونا مشکل ہے۔ اس طرح نوجوانوں کے کلب اور یونیورسٹی کے کیمپس' کامیڈین کے امتحان گاہ ثابت ہوتے ہیں۔ دہلی کے آئی آئی ٹی کا پروگرام ہو یا علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے وسیع و عریض کینیڈی ہال میں تقریباً ۳ ہزار طلبہ کے درمیان شو' اظہر عثمان' بڑی خوبی سے اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف پروگرام میں موجود ہلڑ برپا کرنے والوں پر اپنا دبدبہ بنائے رکھا بلکہ اپنے پرفارمنس سے انہیں اس طرح باندھے رکھا کہ کسی کو حدود سے آگے بڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اظہر عثمان کہتے ہیں کہ" میں تو اسٹیج پر اپنے ساتھ ایک بڑا سا آئینہ لیکر آتا ہوں اور اسے حاضرین کی طرف کر کے کہتا ہوں کہ لو دیکھو اپنی شکل اس آئینے میں اور خوب ہنسو خود اپنے اوپر۔ یہ تمہارا ہی چہرہ ہے اور چہرے پر تمہارے ہی تاثرات ہیں۔"

اظہر عثمان ایک مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور خود بھی نقشبندی سلسلے کے شیخ' ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی سے بیعت ہیں اور شکاگو میں قائم روحانی اصلاحی تنظیم نووی فاؤنڈیشن سے

"کامیڈی سنجیدہ ہونے کا ایک پر لطف وسیلہ ہے۔ نہ میں معاشرے کے مثبت اقدار پر حملے کرتا ہوں اور نہ مذہبی اعتقادات کا مذاق اڑاتا ہوں۔ میں تو انسانی زندگی پر لطیفے بناتا ہوں۔"

وابستہ ہیں لیکن بچپن سے ہی انہیں مزاح سے دلچسپی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ" جب میں اپنے بچپن میں امریکہ کے مزاحیہ فنکاروں کو روزمرہ کے مسائل پر لطیفے سناتے دیکھتا تھا تو میری خواہش ہوتی تھی کہ کاش کوئی ساؤتھ ایشین مسلم کامیڈین ہوتا جو اپنے مسائل کو مزاح کے پیرائے میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا۔" اپنی اس خواہش کو انہوں نے ۲۰۰۱ میں اپنے دو دوستوں' پریچر موس اور محمد عمر کے ساتھ مل کر عملی جامہ پہنایا اور" اللہ میڈ می فنی" کے نام سے اپنے کامیڈی ٹروپ کی ابتدا کی۔ امریکہ کے مختلف شہروں میں کامیاب شوز کے بعد انہوں نے جنوبی افریقہ' ترکی' مصر' لندن اور پاکستان کے دورے کئے۔ یہ ہندوستان میں ان کی پہلی پرفارمنس تھی لیکن یہاں وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ یہ ان کا سولو شو تھا البتہ وہ بہت جلد اپنے ٹروپ کے ساتھ عالمی دورے پر نکلنے والے ہیں اور ہندوستان اس دورے میں شامل ہے۔

اظہر عثمان کہتے ہیں کہ" میری تو خواہش ہے کہ میں روزانہ اسٹیج پر جاؤں اور جو حق بات ہے اسے دنیا کے سامنے پیش کروں۔" ان کے مطابق شائد یہ عام آدمی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ بادشاہ کے سامنے جا کر کہہ سکے کہ بادشاہ کا جسم تو لباس سے عاری ہے۔ لیکن ایک مسخرہ یہ فریضہ بہ آسانی انجام دے سکتا ہے۔" گویا آپ ایک فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ محض تماشہ آپ کا مقصد نہیں؟" اظہر عثمان فریضہ کے لفظ پر سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ افریقن امریکن کامیڈین اور حقوق انسانی کے ایک فعال کارکن ڈک گریگوری سے وہ بہت متاثر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہی سوال میں نے جب ڈک گریگوری سے کیا تھا تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ" تمہیں یہ خوب اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ کبھی کسی انٹرٹینر نے اپنے پرفارمنس سے دنیا میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ وہ تو محض ایک آئینہ دکھانے والا ہوتا ہے۔ البتہ ہر فنکار کے اندر ایک ایکٹیوسٹ بھی ہوتا ہے۔"

اظہر عثمان کہتے ہیں کہ اگر آرٹسٹ اپنے فن کو ایک سیریس بزنس سمجھتا ہے تو پھر اس کے اندر کا ایکٹیوسٹ زیادہ فعال ہوگا۔ اسٹیج پر وہ کامیڈی کرے گا اور عملی میدان میں عملی کام۔"

ان کے مطابق ان کا تو ایک ہی مشن ہے کہ وہ اس خطرناک خیال کی تردید کر سکیں اور لوگوں کو بتا سکیں کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان مزاح سے عاری ہوتے جا رہے ہیں' ان کا خیال غلط ہے۔

علیگڈھ مسلم یونیورسٹی میں اپنے نہایت کامیاب شو سے وہ بہت خوش تھے۔ ان کے والد جو خود علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے اولڈ بوائے ہیں' نے ان سے کہا تھا کہ جب وہ ہندوستان جا رہے ہیں تو علیگڈھ ضرور جائیں۔ انہیں وہاں طلبہ کے اندر بڑی تعداد میں موجود ہلڑ بازوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا اور یہی ان کا امتحان ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ کینیڈی ہال میں داخل ہوتے ہی انہیں بھی اس کا احساس ہوا لیکن" میری حاضر جوابی اور پرمزاح جملوں نے مجھے خوب سہارا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں میدان صاف تھا۔ شائد میرے ہاتھ میں موجود آئینے میں طلبہ اپنی شکل دیکھنے میں محو ہو گئے تھے۔"

اظہر عثمان وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں" کچھ حدود ہوتے ہیں۔ لطیفوں کے نشانے مذہبی اعتقادات نہیں بنائے جا سکتے۔ میں اس سلسلے میں بہت ذمہ داری نبھاتا ہوں۔ میں ایسا کامیڈین نہیں ہوں جو آڈینس کے جذبات کو شعلہ بار کر دے۔" کینیڈی ہال کے ڈائرکٹر پروفیسر ابوالکلام قاسمی کہتے ہیں کہ" میں تو پہلے کافی خوفزدہ تھا کہ کہیں اس امریکن کامیڈین کے لطیفے طلبہ کے جذبات کو بھڑکانے کا سبب نہ بن جائیں۔ یونیورسٹی کے حالات ان دنوں ویسے ہی کافی پریشان کن ہیں لیکن اللہ نے اسے واقعی زبردست مسخرہ بنایا ہے۔"